سلسلہ مطبوعات مرکزِ تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری — ۱۰

www.KitaboSunnat.com

رشوت ایک لعنت

الذین ان مکنہم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونہوا عن المنکر وللہ عاقبۃ الامور

تالیف

حافظ محمد سعد اللہ

ریسرچ اسسٹنٹ

مرکزِ تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری

نسبت روڈ ○ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

ملک میں نفاذ شریعت کے سلسلے میں موجودہ حکومت جو اقدامات کر رہی ہے وہ اصحاب بصیرت پر مخفی نہیں ہیں۔ اسلامی حدود کا نفاذ۔ وفاقی شرعی عدالت کا قیام، نظام زکوٰۃ کا نفاذ، بلا سود بینکاری اور نظام عشر کا آغاز۔ نیز قومی زبان اور قومی لباس کی ترویج کی کوششیں یہ وہ چیزیں نہیں جن سے صرف نظر کیا جا سکے۔ ان اقدامات سے ملک بہر صورت اسلامی نظام حیات کو اپنانے کی طرف بڑھ رہا ہے۔ تاہم اس سلسلے میں سب سے زیادہ ضروری چیز معاشرے کا صالح ہونا ہے۔ کیونکہ جب تک معاشرہ صالح نہ ہو اور وہ خود اسلامی اقدار کو اپنانے کی طرف مائل نہ ہو محض ضابطوں اور قوانین کی مدد سے نفاذ شریعت کا جو عمل ہوگا اس میں وہ استحکام نہیں ہوگا جو شریعت کا مطلوب ہے۔ غالباً اسی لئے موجودہ حکومت نے اصلاح معاشرہ کی مہم کا بھی آغاز کیا ہے۔

آج ہماری معاشرتی زندگی کی سب سے بڑی لعنت اور سب سے بڑا روگ "رشوت" ہے۔ اسی لعنت کی بدولت اہل حقوق کو حقوق نہیں ملتے قاتل قتل کر کے دندناتے پھرتے ہیں، مظلوموں کی فریاد رسی نہیں ہوتی۔ لوگوں کو انصاف اور امن میسر نہیں۔ اور جیسا کہ صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے فرمایا ہے۔ "یہاں تو آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے" کی سی صورت حال ہے۔ لہٰذا اگر ہم اصلاح احوال چاہتے ہیں تو جیسے بھی ہو اس لعنت سے چھٹکارا حاصل کرنا ہوگا۔ اس کے لئے ہمیں قربانیاں بھی دینی ہوں گی۔ اور مشکل مراحل سے گزرنا بھی ہوگا۔ تاہم اگر قوم عزم صمیم کر لے تو ؎ مشکلے نیست کہ آساں نشود۔ اس کی صورت یہی ہے کہ قوم کا شعور بیدار کیا جائے۔ اور اس برائی کے استیصال کے لئے ہر شخص، ہر طبقہ اور ہر ادارہ اُٹھ کھڑا ہو۔

اسی نظریہ کے تحت "مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری" کی جانب سے اس موضوع پر یہ کتابچہ شائع کیا جا رہا ہے۔ اسے مرکز مذکور کے ایک نوجوان کارکن عزیزم مکرم حافظ محمد سعد اللہ ریسرچ اسسٹنٹ (مرکز تحقیق) نے بڑی محنت اور کاوش سے مرتب کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کوشش کو سعی مشکور اور قوم و ملک کے لئے نافع و مفید بنائے۔ آمین

مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۸۳ء

محمد متین ہاشمی

ریسرچ ایڈوائزر مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری لاہور

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

281.25
۱-۲۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

رشوت کا مفہوم

لغت میں رشوت کا لفظ رِشاءٌ سے ماخوذ ہے جس کا اطلاق رسی اور خصوصاً ڈول کی اُس رسّی پر ہوتا ہے جس کے ذریعہ کنویں سے پانی نکالا جاتا ہے[1] چونکہ رشوت بھی ایک مطلوبہ چیز تک پہنچنے اور اس کو حاصل کرنے کا واسطہ و ذریعہ بنتی ہے اسس لیے اس کو رشوت کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اصطلاح میں رشوت کی تعریف یہ ہے:

"الرشوة ما يعطيه الرجل للحاكم او غيره ليحكم له"

او يحمله به علىٰ ما يريد[2]

ترجمہ: رشوت اس عطیہ کو کہا جاتا ہے جو ایک آدمی کسی حاکم یا غیر حاکم کو اس نیت سے دیتا ہے کہ وہ (حاکم) اس کے حق میں فیصلہ کردے یا وہ اسے اس کی مطلوبہ چیز کا سزاوار ٹھہرا دے۔

موصوف نے مذکورہ تعریف کے علاوہ ایک اور تعریف بھی درج کی ہے جو

---

[1] ابن منظور افریقی: لسان العرب جلد ۱۴ صفحہ ۳۲۲ طبع بیروت ۱۹۵۶ء

[2] المعلم بطرس البستانی: محیط المحیط ۱: ۳۴۸

[3] ایضاً۔

11933

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے مفہوم میں زیادہ واضح ہے۔ لکھتے ہیں:

"الرشوۃ ما یعطی لابطال حقٍ او لاحقاق باطل"[1]

ترجمہ: رشوت اس عطیہ کو کہتے ہیں جو کسی کا حق مارنے یا کسی ناجائز امر کو حق اور سچ ثابت کرنے کی غرض سے دیا جائے۔

علمائے لغت نے ہر اس فعل (گفتگو، تقریر، تحریر یا مادی صورت میں عطیہ وغیرہ) کو بھی رشوت کے مفہوم میں لیا ہے جو کسی کی خوشامد اور خوش کرنے کی غرض سے سرانجام دیا جائے اور فی الحقیقت مقصد یہ ہو کہ اس طریقہ سے کام نکال لیا جائے۔

وقد یراد بالرشوۃ ما یعطی للتملق[2]

ترجمہ: کبھی رشوت سے مراد وہ چیز ہوتی ہے جو خوشامد کی غرض سے دی جائے۔

فرید وجدی کے مطابق رشوت کی تعریف "ما یعطی للحکام لاکل اموال الناس بالباطل" ہے یعنی لوگوں کے اموال ناجائز طور پر کھانے کے لئے جو کچھ حکام کو دیا جائے وہ رشوت ہے[3]

آسان لفظوں میں رشوت کی تعریف یہ ہو سکتی ہے کہ جس کام کا معاوضہ لینا شرعاً درست نہ ہو اس کا معاوضہ لیا جائے، مثلاً وہ کام جو کسی شخص کے فرائض میں داخل ہو اور اس کا پورا کرنا اس کے ذمہ لازم ہو اس پر کسی فریق سے معاوضہ لینا جیسے حکومت کے افسر اور کلرک سرکاری ملازمت کی رو سے اپنے فرائض ادا کرنے کے

---

[1] بطرس بستانی: محیط المحیط ج ۱: ص ۷۸۳۔

[2] ایضاً

[3] فرید وجدی، دائرۃ المعارف ج ۴: ص ۲۳۱۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذمہ دار ہیں وہ صاحبِ معاملہ سے کچھ لیں تو یہ رشوت ہے[1]

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں رشوت کی تعریف یہ ہے:

A PENAL OFFENCE GENERALLY DEFINED AS THE GIVING OR RECEIVING OF CONSIDERATION FOR OFFICIAL FAVOUR.[2]

ترجمہ: رشوت ستانی ایک ایسا قابلِ مواخذہ جرم ہے جس کی عام طور پر تعریف یہ کی جاتی ہے کہ کسی کا کسی نوعیت کے ایسے لین دین کا مرتکب ہونا جس کا مقصد سرکاری امداد یا تعاون کا ناجائز حصول ہو۔

اکلِ حلال کی اہمیت

انسان کی تخلیق کا اصل اور بنیادی مقصد معرفتِ الٰہی اور عبادتِ خداوندی ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ[3]

ترجمہ: اور میں نے تو جنوں اور انسانوں کو پیدا ہی اسی غرض سے کیا ہے کہ میری عبادت کیا کریں۔

قرآن و حدیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مقصد کا حصول اکلِ حلال پر موقوف ہے۔ اسلام اپنے ماننے والوں سے جس قسم کے اخلاق و کردار کا مطالبہ کرتا ہے وہ اکلِ حلال کے بغیر پیدا ہونا ناممکن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید

---

[1] مولانا مفتی محمد شفیع صاحب، معارف القرآن، جلد ۳ ص ۱۵۹ مطبوعہ ادارۃ المعارف کراچی۔

[2] ENCYCLOPAEDIA BRITANNICA: 4:170 WILLIAM BENTHON PUBLISHER.

[3] الذاریات: ۵۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اکلِ حلال کو عمل صالح پر مقدم رکھا گیا ہے۔ فرمایا گیا:

یا ایھا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحا۔[1]

ترجمہ: اے ہمارے رسولو! تم پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو۔

صوفیاء کے نزدیک بھی راہِ طریقت و سلوک میں قدم رکھنے سے قبل اکل حلال شرط ہے۔ حرام تو بہت دور کی بات ہے۔ صوفیہ کے نزدیک تو مشتبہ چیزوں کا استعمال بھی ناقابل معافی جرم ہے۔ احیاء العلوم: ۲: ۱۱۳ تا ۱۱۷ میں امام غزالیؒ نے اس سلسلہ میں کئی ایک احادیث اور بزرگانِ دین کے اقوال نقل کئے ہیں۔

طبی نقطۂ نگاہ سے جس طرح ہر خوراک اور مشروب کی ایک ظاہری تاثیر ہے اسی طرح اس کی ایک باطنی اور معنوی تاثیر بھی ہے۔ حرام کھانے سے اخلاق رذیلہ پیدا ہوتے ہیں، عبادت کا ذوق جاتا رہتا ہے اولاد نیک نہیں ہوتی، دعا قبول نہیں ہوتی اور یہ باتیں تو اب جدید سائنس سے بھی ثابت ہو رہی ہیں اسی طرح حلال کھانے سے ایک باطنی نور پیدا ہوتا ہے۔ اخلاق رذیلہ سے نفرت اور اخلاق فاضلہ کی طرف رغبت پیدا ہوتی ہے، عبادت میں دل لگتا ہے۔ گناہ سے دل گھبراتا ہے اور دعائیں درجہ قبولیت پر فائز ہوتی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من اکل الحلال اربعین یومًا نور اللہ قلبہٗ و اجری ینابیع الحکمۃ من قلبہ علی لسانہ[2]

اخرجہ ابونعیم فی حلیۃ۔

---

[1] المؤمنون: ۵۱

[2] الامام ابو حامد محمد بن محمد غزالیؒ احیاء العلوم الدین: ۲: ۹۴ مطبوعہ قاہرہ ۱۹۶۷ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: جس شخص نے چالیس روز (متواتر) حلال کا کھانا کھایا تو اللہ تعالیٰ اس کے قلب کو منور اور اس کی زبان پر اس کے دل سے حکمت کے چشمے جاری فرماویں گے۔

قبولیت دعا اور عبادت کا سارا دارومدار اکلِ حلال اور حرام سے بچنے پر ہے۔ ابن مردویہ نے حضرت ابن عباسؓ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیت یا ایھا الناس کلوا مما فی الارض حلالا طیبا۔ تلاوت کی گئی تو حضرت سعد بن ابی وقاص کھڑے ہوگئے اور عرض کیا: یارسول اللہ ادع اللہ ان یجعلنی مستجاب الدعوۃ فقال یا سعد اطب مطعمك تكن مستجاب الدعوة والذی نفس محمد بیدہ ان الرجل لیقذف اللقمۃ الحرام فی جوفہ فما یتقبل منہ اربعین یوما وایما عبد نبت لحمہ من السحت والرباء فالنار اولی بہ [1]

ترجمہ: یارسول اللہ دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے مستجاب الدعوۃ (جس کی دعا منظور ہو) بنا دے۔ آپ نے فرمایا اے سعد! اپنے کھانے کو پاک صاف بنا لو مستجاب الدعوۃ بن جاؤ گے۔ اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد عربی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے جب آدمی اپنے پیٹ میں حرام کا ایک لقمہ ڈالتا ہے تو اس کی چالیس دن کی عبادت قبول نہیں ہوتی اور جس بندے کا گوشت (جسم) حرام اور سود سے پلا ہو وہ دوزخ کا زیادہ مستحق ہے۔

اسی چیز کو واضح کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہت سے

---

[1] جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطیؒ: الدر المنثور ۱: ۱۶۷ مطبوعہ سورت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگ طویل السفر، پریشان حال اللہ کے سامنے دعا کے لئے ہاتھ پھیلاتے ہیں اور یارب یارب پکارتے ہیں اور ادھر حال یہ ہے کہ ان کا کھانا حرام، پینا حرام۔ ان حالات میں ان کی دعا کیسے قبول ہو[1]

الغرض اس مضمون کی متعدد آیات، احادیث اور اقوال صحابہؓ تابعین کتب حدیث میں موجود ہیں، جن کی یہاں گنجائش نہیں۔ اصلاح معاشرہ کی تحریک میں اکل حلال کو بہت اہمیت حاصل ہے اور اس کے بغیر اصلاح معاشرہ ممکن ہی نہیں ہے۔

قرآن میں رشوت کا ذکر

قرآن مجید میں سورۃ مائدہ کے اندر اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہودی علماء واحبار کی عادات رذیلہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: أَكَّٰلُونَ لِلسُّحْتِ (المائدہ ۴۲) (حرام کے زیادہ کھانے والے ہیں) سحت کا لغوی اور اصلی معنی جڑ سے اکھیڑ دینا اور ہلاک کر دینا ہے۔ اصل السحت الاستیصال[2] (سحت کی اصل جڑ سے اکھیڑ پھینکنا ہے) والسحت فی اللغۃ اصلہ الھلاک[3] (لغت میں سحت کی اصل ہلاک کر دینا ہے) حرام کو سحت اس لئے کہتے ہیں کہ اس کی نحوست سے انسان کے دین، اس کی عزت وشرف اور اس کی نیکیوں کا ستیاناس ہو جاتا ہے۔

وسمی المال الحرام سحتاً لانہ یسحت الطاعات ای یذھبھا

---

[1] ولی الدین ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ ! مشکوۃ المصابیح: ۲۴۱ مطبوعہ کراچی

[2] ابو بکر احمد بن علی الجصاص، احکام القرآن: ۲: ۴۳۲۔

[3] ابو عبداللہ محمد بن احمد القرطبی، الجامع الاحکام القرآن: ۶: ۱۸۲ مطبوعہ مصر ۱۹۶۷ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ويستأصلها [1]

ترجمہ: مال حرام کو سُحت اس لئے کہتے ہیں کہ وہ نیکیوں کو لے جاتا اور جڑ سے اکھیڑ پھینکتا ہے۔

تفسیر المنار میں ہے:

المراد بالسحت ما يسحت الدين والشرف لقبحه وضرره أو لسوء عاقبته وإثمه [2]

سحت سے مراد وہ چیز ہے جو اپنی قباحت اور نقصان وہ ہونے یا اپنے بُرے انجام اور اثرات کی وجہ سے انسان کے دین اور شرافت کو ختم کر دے۔ گو سحت کے لفظ سے مطلق حرام کی طرف اشارہ کیا گیا ہے مگر بعض مفسرین نے یہاں خاص طور پر سحت سے رشوت کو مراد لیا ہے۔

والمراد به ههنا۔ على المشهور۔ الرشوة في الحكم [3]

ترجمہ: یہاں سُحت سے مراد مشہور قول کے مطابق فیصلہ کرنے میں رشوت لینا ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حسن، مقاتل، قتادہ اور ضحاک کے حوالہ سے ذکر کیا ہے کہ:

السحت هو الرشوة في الحكم [4]

ترجمہ: سُحت، فیصلہ کرنے میں رشوت لینے کو کہتے ہیں۔

رشوت کو سُحت کہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ نہ صرف لینے دینے والوں کو برباد کرتی

---

[1] ابو عبداللہ محمد بن احمد القرطبی: الجامع لاحکام القرآن: ۶: ۱۸۲ مطبوعہ مصر ۱۹۶۷ء

[2] السید محمد رشید رضا: تفسیر المنار: ۶: ۳۹۲ مطبوعہ مصر

[3] علامہ آلوسی بغدادی: روح المعانی: ۶: ۱۴۰ مطبوعہ بیروت

[4] قاضی ثناء اللہ پانی پتی: تفسیر المظہری: ۳: ۱۱۳ مطبوعہ دہلی و دیگر تفاسیر المنار، روح البیان وغیرہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے بلکہ پورے ملک وملت کی جڑ بنیاد اور امن عامہ کو تباہ کرنے والی ہے۔ جس ملک یا جس محکمہ میں رشوت چل جائے وہاں قانون معطل ہو جاتا ہے اور قانون ملک ہی وہ چیز ہے جس سے ملک وملت کا امن برقرار رکھا جاتا ہے۔ وہ معطل ہو گیا تو کسی کی جان محفوظ رہتی ہے نہ آبرو نہ مال۔ اس لئے شریعت اسلام میں اس کو سخت فرما کر اشد حرام قرار دیا گیا ہے اور اس کے دروازے کو بند کرنے کے لئے امراء واحکام کو جو ہدیے اور تحفے پیش کئے جاتے ہیں ان کو بھی صحیح حدیث میں رشوت قرار دیکر حرام کر دیا گیا ہے اسی رشوت سے منع کرتے ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورۂ بقرہ میں ارشاد فرمایا:

ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل وتدلوا بھا الی الحکام لتاکلوا فریقا من اموال الناس بالاثم وانتم تعلمون۔ (البقرہ: ۱۸۸)

ترجمہ: "اور نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کا آپس میں ناحق اور نہ پہنچاؤ ان کو حاکموں تک کہ کھا جاؤ کوئی حصہ لوگوں کے مال میں سے ظلم کر کے (ناحق) اور تم کو معلوم ہے۔"

تدلوا، اِدْلَاءٌ سے ماخوذ ہے جس کا اصل معنی اِرْسَالُ الدَّلْوِ اَوِ الْحَبَلِ فِی الْبِئْرِ۔ کنویں میں ڈول پھینک کر پانی نکالنا ہے۔ چونکہ رشوت میں بھی یہی ہوتا ہے کہ حاکم کو کچھ مال دے کر اپنا کام نکلوایا جاتا ہے اس لیے یہاں مفسرین نے تدلوا بھا الی الحکام الخ سے رشوت مراد لی ہے۔ علامہ آلوسیؒ نے مندرجہ آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

لا تلقوا بعضھا الی حکام السوء علی وجہ الرشوۃ [1]

---

[1] علامہ آلوسی بغدادی: روح المعانی ۲/ ۷۰ مطبوعہ بیروت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: بطور رشوت اپنے بعض مال حکام تک نہ پہنچاؤ۔

رشوت کی حرمت

کسی شخص کا حق مارنے کے لیے رشوت دینا اور لینا ایسا قبیح اور سنگین فعل ہے جس کے ناجائز اور حرام ہونے پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔ جصاصؒ فرماتے ہیں:"

قال ابو بکر اتفق جمیع المتأولین لهذه الآیة علی ان قبول الرشا محرم واتفقوا علی انه من السحت الذی حرمه الله تعالیٰ[1]

ترجمہ: ابو بکر (جصاص) کہتے ہیں کہ اس آیت کریمہ (اکلون للسحت) کی تاویل کرنے والے تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ رشوت کا قبول کرنا حرام ہے۔ اور اس چیز پر بھی اتفاق ہے کہ یہ رشوت اس "سحت" سے ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حرام ٹھہرایا ہے۔

علامہ قرطبیؒ نے اسی آیت (اکلون للسحت :مائدہ:۴۲) کے تحت لکھا ہے۔

ولا خلاف بین السلف ان اخذ الرشوة علی ابطال حق اوما لا یجوز سحت حرام۔ وقال ابوحنیفة: اذا ارتشی الحاکم انعزل فی الوقت وان لم یعزل

---

[1] ابوبکر جصاص: احکام القرآن ۲: ۴۳۳۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ويبطل كل حكم به بعد ذالك [1]

ترجمہ: اسلاف کے درمیان اس بات پر کوئی اختلاف نہیں کہ کسی کا حق مارنا یا کسی ناجائز امر پہ رشوت لینا حرام ہے۔ امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں جب حاکم نے رشوت لی وہ اسی وقت معزول متصور ہوگا اور اس کے بعد وہ جو بھی فیصلہ کرے گا باطل ہوگا۔

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا میں ہے۔

THE CRIME IS TYPICALLY PUNISHABLE AS A FELONY, AND THE OFFENDING OFFICIAL MAY BE DECLARED INELIGIBLE TO HOLD OFFICE [2]

ترجمہ: "رشوت ستانی کا جرم خصوصی طور پر قابل تعزیر ہے بلکہ سوسائٹی کے خلاف سنگین غداری ہے اور اس جرم میں ملوث افسر نہ صرف سزا کا مستحق ہے بلکہ اسے نا اہل قرار دے کر اپنے عہدہ سے برطرف کیا جا سکتا ہے۔"

رشوت کی حرمت پر اس سے بڑی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت لینے والے، رشوت دینے والے اور دونوں کے درمیان معاملہ طے کرانے والے پر لعنت فرمائی۔

وجاء من طرق عن النبي صلى الله عليه وسلم "انه

---

[1] ابوعبداللہ القرطبی: الجامع الاحکام القرآن ۶: ۱۸۳ مطبوعہ مصر

[2] ENCYCLOPAEDIA BRITANNICA: 4:170: WILLIAM BIN THON, PUBLISHER.

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لعن الراشی والمرتشی والرائش الذی یمشی بینہما ؎۱

کئی طریقوں سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت دینے والے، رشوت وصول کرنے والے اور ان دونوں کے درمیان معاملہ طے کرانے والے پر لعنت فرمائی۔

ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ستّ خصال من السحت رشوۃ الامام۔ وھی اخبث ذالک کلہ ؎۲

ترجمہ: (چھ چیزیں حرام میں سے ہیں ان میں سب سے زیادہ بری چیز امام کا رشوت لینا ہے) رشوت میں عموماً کسی صاحب حق کا حق غصب کیا جاتا ہے یا کسی کا مال مارا جاتا ہے۔ مال مارنے کے متعلق حجۃ الوداع کے موقعہ پر حضورؐ نے بڑے واضح اور جامع الفاظ میں ارشاد فرمایا تھا:

"ان دماءکم واموالکم حرام علیکم کحرمۃ یومکم

(نوٹ) لعنت کرنے کا اصل مفہوم اللہ کی رحمت سے دور کر دینا ہے سمجھنا چاہیئے کہ یہ لعنت وہ ذات فرما رہی ہے جو رحمۃ للعالمین ہے۔ جس کی رحمت سے کائنات کا ذرہ ذرہ مستفیض ہو رہا ہے۔ جو مومنین کے لیے خاص طور پر رؤف رحیم ہے، تو اس شخص کا کیا ٹھکانا ہوگا جس پر حضور رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین خود لعنت فرماویں۔ کافر کے متعلق تو امید کی جا سکتی ہے کہ ایمان لائے۔ فاسق کے بارے تو توقع کی جا سکتی ہے کہ توبہ کرے اور فاجر کے سلسلہ میں سمجھا جا سکتا ہے کہ اسے رجوع الی اللہ کی توفیق نصیب ہو جائے مگر جس شخص کو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی رحمت سے دور گردان دیں اس کا کیا حشر ہوگا۔

؎۱ (ا) علامہ آلوسی بغدادی: روح المعانی ۶ ۱۴۰؍ طبع بیروت۔

(ب) البیہقی: السنن الکبریٰ ۱۰: ۱۳۹ طبع بیروت

؎۲ علامہ آلوسی: روح المعانی ۶: ۱۴۰۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هذا فی شہرکم هذا فی بلدکم هٰذا [1]

ترجمہ: تمہارے خون، تمہارے اموال اور تمہاری عزت تمہارے اوپر اسی طرح حرمت والی ہیں جس طرح آج کے دن کی حرمت اس مہینہ میں اور اس شہر میں۔

رشوت اتنا گھناؤنا جرم ہے کہ بعض صحابہ نے اسے صرف حرام ہی نہیں بلکہ کفر سمجھا ہے۔ ابوبکر جصاصؒ نے حضرت مسروق کا یہ قول نقل کیا ہے:

"ان مسروقا قال قلت لعمر یا امیر المؤمنین ارءیت الرشوة فی الحکم من السحت؟ قال لا ولکن کفر [2]

ترجمہ: حضرت مسروق کہتے ہیں، میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کیا فیصلہ کرنے میں رشوت لینا سحت ہے؟ تو آپ نے فرمایا نہیں بلکہ کفر ہے۔ پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ سُحْت یہ ہے کہ ایک آدمی کو بادشاہ کے پاس ایک مرتبہ مقام حاصل ہے (بادشاہ اس کی بات کو مانتا ہے) اور دوسرے آدمی کو بادشاہ سے ایک کام ہے مگر وہ اس کا کام نہیں کرواتا جب تک کہ اس کو ہدیہ و تحفہ نہ دیا جائے۔

عدالت کا فیصلہ حرام کو حلال نہیں کر سکتا

ذہن میں یہ شبہ یا خوش فہمی بھی وارد ہو سکتی ہے کہ جب ایک انسان نے عدالتِ مجاز سے اپنے حق میں فیصلہ کرا لیا (چاہے وہ کسی چالاکی، دروغ بیانی اور چرب زبانی

---

[1] ولی الدین ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب: مشکوٰۃ المصابیح: ۲۲۴، ۲۲۵ مطبوعہ کراچی۔

[2] (ا) ابوبکر الجصاص: احکام القرآن: ۲: ۴۳۲

(ب) قاضی ثناء اللہ پانی پتی، تفسیر المظہری: ۳: ۱۱۴ مطبوعہ دہلی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی وجہ سے ہی کیوں نہ ہو) تو اب غیر کا مال اس کے لئے جائز اور حلال ہو گیا۔ ہرگز نہیں۔ اَلْحَلَالُ بَیِّنٌ وَالْحَرَامُ بَیِّنٌ [1] حلال اور حرام واضح ہیں۔ کسی کی تحلیل و تحریم سے حرام حلال نہیں ہو جاتا اور حلال حرام نہیں ہو جاتا سورہ بقرہ کی جس آیت (ولا تأکلوا اموالکم..... وانتم تعلمون) میں ایک دوسرے کے اموال ناجائز طور پر کھا جانے اور اس مقصد کے لئے حکام رشوت کی ممانعت کا ذکر آیا ہے اس کے آخری الفاظ (وانتم تعلمون) اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ جب مدعی کو اچھی طرح معلوم ہو کہ وہ غلط اور جھوٹا دعوی کر رہا ہے تو اب اگر حاکم اس کے حق میں فیصلہ کر بھی دے تو بھی اس کے لئے وہ مال جائز نہیں۔ ان الفاظ میں اس امر کی طرف بھی اشارہ موجود ہے کہ اگر کوئی شخص کسی مغالطہ کی بنا پر ایک چیز کو اپنا حق سمجھتا ہے وہ اگر دعویٰ دائر کر کے اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرے تو وہ اس وعید میں داخل نہیں۔

ایک مقدمہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

انما انا بشر وانکم تختصمون الی ولعل بعضکم ان یکون الحن بحجته من صاحبه فاقضی له علی نحو ما اسمع منه فمن قضیت له من حق اخیه بشیء فلا یأخذ منه شیئا فانما اقطع له قطعة من النار [2]

ترجمہ: بیشک میں ایک انسان ہوں اور تم میرے پاس اپنے مقدمے لاتے ہو۔ ہو

---

[1] ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (جامع الترمذی: ۱۹۴ مطبوعہ نور محمد کراچی۔

[2] ابو بکر جصاص: احکام القرآن: ۱: ۲۵۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکتا ہے کہ کوئی شخص اپنے معاملہ کو اپنے مخالف کی بہ نسبت زیادہ رنگ آمیزی کے ساتھ پیش کرے اور میں اس کی گفتگو سے مطمئن ہو کر اس کے حق میں فیصلہ کر دوں تو (یاد رکھو کہ حقیقتِ حال تو صاحب معاملہ کو خود معلوم ہوتی ہے) اگر فی الواقع وہ اس کا حق نہیں ہے تو اُسے نہیں لینا چاہیے کیونکہ اس صورت میں جو کچھ میں اس کو دوں گا وہ جہنم کا ایک ٹکڑا ہو گا۔

یہی روایت ذرا مختلف الفاظ کے ساتھ بخاری اور ترمذی میں بھی ہے [۱]

سوچنا چاہیئے کہ جب پیغمبر علیہ التحیۃ والثناء کا کیا ہوا فیصلہ حرام کو حلال نہیں کر سکتا تو ہما و شما کہاں! آپ نورِ نبوت سے آنیوالے حالات کو مشاہدہ فرما رہے تھے اس لئے پیشگی واضح فرما دیا کہ اگر امام یا قاضی یا امام المسلمین کسی مغالطہ کی وجہ سے کوئی فیصلہ کر دے جس میں ایک کا حق دوسرے کو ناجائز طور پر مل رہا ہو تو اس عدالتی فیصلہ کی وجہ سے وہ اس کے لئے حلال نہیں ہو جاتا اور جس کے لئے حلال ہے اس کے لئے حرام نہیں ہو جاتا۔ الغرض عدالت کا فیصلہ کسی حلال کو حرام یا حرام کو حلال نہیں بنا تا۔ اگر کوئی شخص دھوکہ، فریب، جھوٹی شہادت یا جھوٹی قسم اُٹھا کر کسی کا مال بذریعہ عدالت لے لے تو اس کا وبال اس کی گردن پر رہے گا۔ اس کو چاہیے کہ آخرت کے حساب و کتاب اور علیم و خبیر کی عدالت میں پیشی کا خیال کر کے اس کو چھوڑ دے۔

اگر ہم لوگ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صرف اسی ایک

---

[۱] محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح ۲: ۱۰۲۵، مطبوعہ دہلی۔

[۲] ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی ۱: ۲۱۱، ۲۱۲، مطبوعہ نور محمد کراچی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمان پر عمل پیرا ہو جائیں تو کتنے جھگڑوں اور مقدمہ بازیوں سے ہماری جان چھوٹ سکتی ہے۔ جو زر کثیر ہم عدالتوں میں صرف کرتے ہیں اسے اپنے ملک و قوم بال بچوں کی تعلیم و تربیت اور غرباء و مساکین کی فلاح و بہبود پر خرچ کر سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں ہمارے اندر ایک دوسرے کے خلاف جو بغض و عناد اور نفرت و عداوت بھری ہوئی ہے وہ پیار اور محبت میں بدل سکتی ہے اور اخوت اور بھائی چارے پر مبنی وہ معاشرہ قائم ہو سکتا ہے جو اسلام کا مقصود ہے۔

حاکم کے لئے تحائف قبول کرنیکا جواز اور عدم جواز

حاکم اور قاضی کے لئے ہدایا و تحائف قبول کرنے یا نہ کرنے میں علماء کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک تو موجودہ دور میں حاکم و قاضی کے لئے تحائف لینا مطلقاً مکروہ ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ زیر بحث مسئلہ میں کراہت کے قائل تھے جب ان سے یہ کہا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو تحفے قبول فرماتے تھے تو آپ اس مسئلہ میں کراہت کے کیوں قائل ہیں؟ فرمانے لگے:

كانت حينئذ هدية وهي اليوم سحتٌ [له]

ترجمہ: تحفے اس وقت یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو تحفے ہی تھے (جو خالصتاً للہ اور محبت و مودت کی نیت سے دئے جاتے تھے۔ مگر آج لوگوں میں اس قسم کا زہد و تقویٰ کہاں!) آجکل تحفہ قبول کرنا حرام ہے۔

له (ا) احکام القرآن: جصاص: ۲: ۴۲۴

(ب) الامام ابومحمد عبداللہ بن عبدالحکم: سیرۃ عمر بن عبدالعزیز (مترجم) ۱۷۲ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام محمدؒ بھی حاکم کے لئے ہدیہ کو مکروہ خیال فرماتے ہیں چاہے تحفہ بھیجنے والے کا حاکم کے پاس کوئی مقدمہ یا کیس ہو یا نہ ہو۔ موصوف اپنے اس مسلک پر بطور دلیل ابن لتبیہ والی وہ حدیث بیان کرتے ہیں جس میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک موقعہ پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں (ابن اللتبیہ کو) صدقات کی وصولی کے لئے بھیجا۔ جب وہ واپس آئے تو کہنے لگے "یہ مال آپ کے لئے ہے اور یہ مال مجھے بطور ہدیہ دیا گیا ہے" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ما بال اقوام نستعملهم على ما ولانا الله فيقول هذا لكم وهذا اهدى لى فهل جلس فى بيت ابيه فنظر يهدى له ام لا"[1]

ترجمہ: "لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ ہم انہیں اس چیز کا عامل اور والی بناتے ہیں جس کا اللہ نے ہمیں بنایا ہے۔ تو وہ واپس آکر کہتا ہے کہ یہ تمہارے لئے ہے اور یہ مجھے ہدیہ دیا گیا ہے۔ وہ اپنے باپ کے گھر میں کیوں نہیں بیٹھ جاتا اور کیوں نہیں دیکھتا کہ اسے ہدیہ دیا جاتا ہے یا نہیں"

امام محمدؒ بطور دلیل ایک اور حدیث بھی نقل فرماتے ہیں:

انه (صلى الله عليه وسلم) قال هدايا الامراء غلول وهدايا الامراء سحت[2]

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امراء کا تحفے قبول کرنا امانت میں خیانت اور حرام ہے

---

[1] ابوبکر الجصاص: احکام القرآن، ۲: ۴۳۴

[2] ایضاً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جصاص نے یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ :

ان بنت ملك الروم اهدت لام كلثوم بنت علی امرءة عمر فردها عمر و منع قبولها [1]

ترجمہ: روم کے بادشاہ کی بیٹی نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا (جو حضرت علی المرتضیٰؓ کی صاحبزادی اور حضرت عمر فاروقؓ کی زوجہ محترمہ تھیں) کی خدمت میں ایک ہدیہ بھیجا۔ حضرت عمرؓ نے اس کو رد کر دیا اور اس کے قبول کرنے سے (ام کلثوم کو) منع فرما دیا۔

بیہقی میں حضرت عمر فاروقؓ کا یہ واقعہ بھی درج ہے :

"ایک عرب ہر سال حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اونٹ کی ران ہدیہ دیا کرتا تھا اس کا کسی سے جھگڑا ہوا اور وہ فریق ثانی کو لیکر خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا امیر المومنین ایسا فیصلہ کیجئے کہ حق، باطل سے اس طرح الگ ہو جائے جیسے ران، اونٹ سے۔ حضرت عمر فاروقؓ اس کے اشارے کو سمجھ گئے اور تحفے کی خرابی ان پر منکشف ہو گئی اور فوراً انہوں نے گورنروں کو یہ فرمان بھیجا:

"تحفے قبول نہ کیا کرو کیونکہ وہ رشوت کی ایک شکل ہے۔" [2]

بعض علماء نے زیر بحث مسئلہ میں تفصیل بیان کی ہے۔ اور وہ یہ کہ جب ہدیہ دینے والا شخص ایسا ہو جس کا کوئی مقدمہ یا جھگڑا حاکم کے پاس نہ ہو تو ایسے ہدیہ

---

[1] ابوبکر الجصاص: احکام القرآن ۲: ۴۴۳

[2] پروفیسر خورشید احمد فاروق: حضرت عمرؓ کے سرکاری خطوط: ۱۹۳ مطبوعہ لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ دوسرے ہدیہ ایسے آدمی کی طرف سے دیا جائے جو اس کے حاکم بنائے جانے سے قبل بھی اس کو تحائف دیا کرتا تھا اور اب بھی حسبِ معمول ہدیہ بھیج رہا ہے تو ایسے ہدیے کے قبول کرنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ اور اگر ہدیہ ایسے آدمی کی طرف سے دیا جا رہا ہو جس کا کوئی مقدمہ حاکم کے پاس زیر تصفیہ ہے یا ہدیہ ایسے آدمی کو دیا گیا ہو جو اگر حاکم نہ ہوتا تو اسے وہ ہدیہ نہ دیا جاتا تو حاکم کے لئے اس قسم کا ہدیہ لینا ناجائز ہے۔

مگر احتیاط اسی میں ہے کہ حاکم ہدیہ قبول نہ کرے فی الوقت ہر آدمی (الا ماشاءاللہ) جس سے بھی اپنے تعلقات قائم کرتا ہے پہلے یہ دیکھتا ہے کہ اسے اس سے کس قدر دنیاوی نفع یا نقصان ہے۔ الحب للہ اور البغض للہ کا ہر جگہ فقدان ہے۔ ہم اس موجودہ معاشرہ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے پاکیزہ معاشرہ پر قیاس نہیں کر سکتے۔ ایک حدیث میں حضور نے یہ پیش گوئی بھی فرمائی تھی کہ ایک زمانے میں حکام کو ہدایا کے نام سے رشوت دی جائے گی۔ اور وہ اس کو اپنے لئے حلال تصور کریں گے۔ چنانچہ آج ہم دیکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی من وعن پوری ہو رہی ہے۔ عام طور پر عوام اور حکام یہی تصور کرتے ہیں کہ نقدی کی صورت میں اگر کچھ لیا دیا جائے تو وہ رشوت ہے بصورت دیگر رشوت نہیں۔ بنا بریں حکام اپنے ماتحتوں اور عوام کو بیٹے بیٹیوں کی شادیوں پر مدعو کر کے گراں قدر تحائف زیور، کپڑے، ٹی وی سیٹ، گھی کے کنستر، جانور اور پھلوں کے ٹوکرے وغیرہ وصول کرتے ہیں اور یہ احساس تک نہیں ہوتا کہ کہیں یہ تحائف رشوت کے زمرے میں تو نہیں آتے؟ اور یہ بھی نہیں دیکھا جاتا کہ اگر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ حاکم نہ ہوتے تو کیا پھر بھی یہ تحائف انہیں بھیجے جاتے؟ ان کی دوستی، محبت و مودت بھائی چارہ برادری اور خلوص کا دم بھرنے والے یہ لوگ کیا ان کے عدمِ اقتدار کی صورت میں بھی اسی طرح پیش آتے؟

رشوت کے محرکات

خوف خدا کا فقدان

سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب رشوت اسقدر بری چیز ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے راشی اور مرتشی دونوں کو ملعون قرار دیا ہے اور حضرت عمر فاروقؓ حضرت عمر بن عبدالعزیز حاکم کے لئے ہدیہ کو ناجائز تصور کر رہے ہیں تو پھر ہمارے معاشرہ میں اس برائی کو کیوں فروغ ہو رہا ہے؟ جوں جوں زمانہ گزر رہا ہے کیوں اس کی شرح میں بھی اضافہ ہوتا جا رہا ہے؟ اس کی کئی ایک وجوہات ہو سکتی ہیں۔

(۱) اس کی سب سے بڑی وجہ خوفِ خدا اور احساسِ جوابدہی کا فقدان ہے نیز

يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ (بقرہ: ۳) اور

ترجمہ: غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔

بِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ۔ (بقرہ: ۴)

ترجمہ: آخرت پر بھی (وہ) پورا یقین رکھتے ہیں۔

والے متقین کے اوصاف میں واضح تنزل ہے اگر انسان کے ذہن میں یہ بات موجود ہو کہ اس کا خالق جو عالم الغیب والشہادۃ اور دلوں کے راز جاننے والا ہے اس کی ہر خفیہ و اعلانیہ حرکت اور اس کے ظاہر و باطن کو دیکھ رہا ہے اور ایک دن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(حبہ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ (عبس ۳۴تا۳۶)

یعنی جس روز انسان بھاگنے لگے گا اپنے بھائی سے اور اپنی ماں سے اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی سے اور اپنی اولاد سے۔ کا سماں ہوگا) اس کو اس کے حضور کھڑے ہو کر اپنی زندگی کی تمام حرکات اور لیل ونہار کے تمام افعال کے ذرہ ذرہ کا حساب دینا ہوگا اور اس سے یہ بھی پوچھا جائے گا کہ " مِنْ أَيْنَ كَسَبْتَ وَأَيْنَ أَنْفَقْتَ۔ (ترجمہ) تو نے کہاں سے مال کمایا اور کہاں پر خرچ کیا؟ تو پھر اس سے قدرتی طور پر گھٹا ٹوپ اندھیروں اور تاریک کوٹھریوں میں بھی خلاف شرع امور کا ارتکاب نہ ہوتا۔ یہاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس واقعہ کا ذکر کرنا مناسب ہوگا جب کہ آپ " ایک رات اطراف مدینہ میں (کسی ضرورت کے لئے) نکلے، اچانک ایک عورت کی آواز سنی، وہ اپنی لڑکی سے کہہ رہی تھی: "بیٹی! تم نے ابھی تک دودھ میں پانی نہیں ملایا؟ صبح ہونے کو ہے۔" لڑکی بولی: " دودھ میں پانی کیسے ملاؤں، امیر المومنین نے تو اس سے منع کر رکھا ہے۔"

بڑھیا: " اور لوگ بھی تو ملاتے ہی ہیں، تم بھی ملالو، امیر المومنین کو کیا خبر؟

لڑکی: " اگر عمر کو خبر نہیں تو رب عمر تو جانتا ہے۔ جب اس کی ممانعت ہے تو مجھ سے تو یہ نہ ہوگا۔"

اس لڑکی کی گفتگو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بے حد پسند آئی، صبح ہوئی تو اپنے صاحبزادے عاصم کو بلا کر یہ سارا قصہ اسے سنایا اور فرمایا " جاؤ دریافت کرو وہ لڑکی کون ہے۔" عاصم گئے تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ اس لڑکی کا تعلق بنی ہلال سے ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ اطلاع پا کر عاصم سے فرمایا " بیٹا جاؤ اس لڑکی سے

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نکاح کرلو وہ یقیناً اس لائق ہے کہ اس کے بطن سے ایک شہسوار پیدا ہو جو تمام عرب کی قیادت کرے، چنانچہ عاصم نے اس لڑکی سے نکاح کر لیا اس کے بطن سے ام عاصم بنت عاصم بن عمر بن خطاب پیدا ہوئیں جن کا نکاح عبدالعزیز بن مروان بن الحکم سے ہوا اور ان سے عمر بن عبدالعزیز پیدا ہوئے (رضی اللہ عنہم)[1]

دُنیا کی محبّت

(ب) رشوت کے محرکات میں " دنیا کی محبت" بھی ایک اہم محرک ہے۔ جب انسان کے دل میں خوفِ خدا کی بجائے روپیہ پیسہ جگہ گھیر لیتا ہے تو پھر انسان وہ کچھ کر گزرتا ہے کہ الامان والحفیظ۔ ہمارے معاشرے میں ہر فرد (الّا ما شاء اللہ) اس تگ و دو میں ہے کہ وہ راتوں رات امیر بن جائے۔ رہنے کے واسطے خوب صورت کوٹھی اور بنگلہ ہو، سواری کے لئے کار اور خدمت کے واسطے نوکروں چاکروں کا ایک جمِ غفیر ہو۔ جب جائز آمدنی سے اپنے اس مقصود اور منزل کو نہیں پا سکتا تو رشوت جیسے غلط ہتھکنڈے استعمال کرتا ہے۔ چنانچہ اس چیز کا مشاہدہ آپ ہر جگہ کر سکتے ہیں تفصیلات میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

غیروں کی پیروی

(ج) رشوت کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ ہم پر اغیار کی پیروی کا جنون سوار ہے۔ ہم اپنی بود و باش اور طور و اطوار (اپنے وسائل کی پرواہ کئے بغیر) اسی نہج پر چلانا چاہتے ہیں جس پر غیر اقوام گامزن ہیں۔ نتیجۃً جب ہم جائز ذرائع سے اس معیار کو پورا نہیں کر پاتے۔ تو دوسرے ناجائز ذرائع و وسائل کا سہارا لیا جاتا ہے۔

---

[1] الامام ابو محمد عبداللہ بن عبدالحکم المتوفی ۲۲۴ھ: سیرۃ عمر بن عبدالعزیز (مترجم) ۱۲ مطبوعہ لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر ہم لوگ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ (الاحزاب: ۲۱)

ترجمہ: رسول اللہ کا ایک عمدہ نمونہ موجود ہے تمہارے لئے۔ کا زریں اصول اپنے سامنے رکھیں تو یہ ہمارے لئے دنیا و آخرت میں باعثِ صد سکون ہے۔ اپنے آقا کی سنّت کو اپنائیں اور ظاہرداری اور بناوٹ چھوڑ دیں تو بہت ساری معاشی مشکلات سے ہماری خلاصی ہو سکتی ہے۔

د۔ فضول خرچی (د) بڑھتی ہوئی رشوت ستانی میں ہماری روزمرہ زندگی کے معمولات اور رسوم و رواج میں فضول خرچی اور اسراف کو بھی بڑا دخل ہے۔ جائز انسانی ضروریات پر اسلام قطعاً پابندی نہیں لگاتا مگر ضروریات میں تجاوز اور اسراف کو شیطانی عمل قرار دیتا ہے۔ بہترین طریقہ خیر الامور اوساطھا (تمام امور میں بہترین میانہ روی ہے) قرآن کریم میں اللہ کے نیک بندوں کے جہاں اوصاف بیان کئے گئے ہیں وہاں "میانہ روی" کو بھی ایک نمایاں وصف کے طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ بلکہ امت مسلمہ کو امۃ وسطا کہا گیا ہے۔ جب ایک انسان رہنے سہنے، کھانے پینے، پہننے، شادی بیاہ اور مرگ وغیرہ کی رسومات اور دیگر تقاریب میں اسراف سے کام لیتا ہے اور رسومات کی پابندی کی کوشش کرتا ہے اور جائز آمدنی سے ان رسومات و تقریبات کو پورا نہیں کر سکتا تو لامحالہ اپنی ناک کو اونچا رکھنے کے لئے رشوت جیسے غلط فعل کا مرتکب ہوتا ہے۔

رشوت کے متنوع اثرات

رشوت جیسے ناجائز فعل کے ارتکاب پر اخروی جزا و سزا تو ہے ہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنیا میں بھی اس سے ظاہر ہونے والے نتائج اس قسم کے ہیں جو ایک معاشرہ کے سکون کو پامال کر دیتے ہیں یہاں مختصراً ان تباہ کن اثرات و نتائج کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

ا۔ **سنگدلی:** رشوت ایک ایسی معاشرتی برائی ہے جس سے انسان کا قلب دوسروں کے لئے رأفت و محبت اور ہمدردی و شفقت جیسی صفاتِ عالیہ سے محروم ہو جاتا ہے۔ انسان جسے ہمدردی و محبت کے لئے پیدا کیا گیا تھا۔ اپنے ہی بھائی بندوں کا خون چوسنے لگتا ہے۔ دولت کی محبت میں اس کا دل "پتھر" ہو جاتا ہے نتیجۃً عوام و حکام (رشوت خور) کے درمیان عداوت و نفرت کے رجحانات پیدا ہونے لگتے ہیں۔ جو بالآخر معاشرہ میں لڑائی جھگڑا، دنگا فساد اور لوٹ کھسوٹ پر منتج ہوتے ہیں۔

ب۔ **خود غرضی:** رشوت سے آہستہ آہستہ انسان کے اندر خود غرضی، حرص، مفاد پرستی، خویش پروری اور لالچ اور طمع جیسی بیماریاں پیدا ہونے لگتی ہیں جب انسان اس سٹیج پر پہنچ جاتا ہے تو پھر انسان و حیوان میں صرف نطق کا فرق رہ جاتا ہے کیونکہ صرف اپنے مفادات اور غرض کو مدنظر رکھنا حیوان کا کام ہے۔ انسان میں تو دوسروں کے واسطے ایثار و قربانی کا جذبہ رکھا گیا ہے۔ انسان کی ترکیب ہی "اُنس" سے ہے۔ پھر ایک مسلم معاشرے کو تو سراپا ایثار و قربانی کی تصویر ہونا چاہیئے۔ جیسا کہ صحابہ کرام اور قرون اولیٰ کے معاشروں میں اس کی واضح مثالیں ملتی ہیں۔ ہر ایک فرد کو "الدین النصیحة"[1] (دین سراپا خیر خواہی کا

---

[1] ابو عیسیٰ ترمذی: جامع الترمذی: ۲۸۶ مطبوعہ نور محمد کراچی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نام ہے) والا زریں اصول نبوی سامنے رکھنا چاہیئے۔

ج - قانون کی بے وقعتی کسی معاشرہ میں خوف خدا کے بعد قانون ہی ایک ایسی چیز ہے جو امن و امان اور ہر طرح کے سکون و اطمینان کا ضامن ہو سکتا ہے۔ اگر اس قانون کے محافظ اور نافذ کرنے والے افراد ہی قانون شکنی کرتے ہوئے رشوتیں لینا شروع کر دیں تو نہ کسی کی جان محفوظ ہو گی نہ مال نہ آبرو۔ یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب احکام شریعت اور حدود اللہ میں غفلت اور سستی یا غلطی کا ارتکاب ہوتا دیکھتے تو سختی سے نوٹس لیتے۔ حضرت عمر فاروق رضؓ تو برسر بازار اور بھرے مجمعوں میں قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں کو سزائیں دیتے۔

عمال، حکام اور حکومت کے دیگر کارندے اگر کھلے بندوں رشوت لینا شروع کر دیں تو آہستہ آہستہ اختیارات کے غلط استعمال کا جذبہ جنم لیتا ہے۔ حکومت میں کسی بھی عہدہ پر فائز اور مامور شخص "امین" ہوتا ہے اگر وہ اپنے عہدہ اور اختیارات کو غلط استعمال کر رہا ہے تو وہ عند اللہ اور عند الناس خائن ٹھہرے گا۔

د۔ مظلومیت: رشوت کی وجہ سے ایک طبقہ ظالم اور دوسرا مظلوم بن جاتا ہے جو لوگ رشوت کی بھاری رقمیں ادا نہیں کر سکتے وہ اپنے جائز حقوق سے بھی محروم ہو جاتے ہیں۔ ایک اسلامی حکومت کا ظالم کو ظلم سے روکنا اور مظلوم کی امداد کرنا اولین فریضہ ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضؓ نے اپنے پہلے خطبہ میں اسی چیز کو واضح فرمایا تھا کہ تمہارا ضعیف میرے نزدیک اس وقت تک قوی ہے جب تک کہ میں اس کا حق نہ دلوا دوں۔ حقوق کی حفاظت کرنے والے ادارے ہی اگر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقوق پامال کرنا شروع کر دیں تو پھر عوام کا کون پرسان حال ہوگا۔

ھ۔ **ظلم در ظلم:** جب ایک شخص دوسرے کے مال میں (رشوت وغیرہ کے ذریعہ) ناجائز تصرف کرتا ہے تو اس کا فطری نتیجہ یہ ہوگا کہ دوسرے بھی اس کے مال میں ایسا ہی تصرف کریں گے۔ اس حیثیت سے کسی شخص کے مال میں ناجائز تصرف درحقیقت اپنے مال میں ناجائز تصرف کے لئے راستہ ہموار کرنا ہے۔ غور کیجئے اشیاء ضرورت میں ملاوٹ کی رسم چل پڑے یعنی اگر گھی میں تیل یا چربی ملا کر زائد پیسے حاصل کرے تو اس کو جب دودھ خریدنے کی ضرورت پڑے گی تو دودھ والا اس میں پانی ملا کر دے گا۔ مسالہ کی ضرورت ہوگی تو اس میں ملاوٹ ہوگی، دوا کی ضرورت ہوگی تو اس میں بھی یہی منظر سامنے آئے گا تو جتنے پیسے ایک شخص نے ملاوٹ کر کے زائد حاصل کر لئے دوسرا آدمی وہ پیسہ اس کی جیب سے نکال لیتا ہے اسی طرح دوسرے کے پیسے تیسرا نکال لیتا ہے۔ یہ بیوقوف اپنی جگہ پیسوں کی زیادتی شمار کر کے خوش ہوتا ہے مگر انجام نہیں دیکھتا کہ اس کے پاس کیا رہا۔ تو جو کوئی دوسرے کے مال کو غلط طریقے سے حاصل کرتا ہے درحقیقت وہ اپنے مال میں ناجائز تصرف کا دروازہ کھولتا ہے [1]

حکام کے حقوق

چونکہ اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] مفتی محمد شفیع: معارف القرآن: ۱: ۴۰۳، ۴۰۴ مطبوعہ کراچی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے عمال وحکام کے حقوق کی رعایت فرماتے ہوئے ان کے لئے بھی مراعات کا ذکر فرمایا ہے۔

عن مستورد بن شداد قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کان لنا عاملاً فلیکتسب زوجۃ فان لم یکن لہ خادم فلیکتسب خادما فان لم یکن لہ مسکن فلیکتسب مسکناً و فی روایۃ من اتخذ غیر ذالک فھو غال رواہ ابو داؤد[1]

ترجمہ: مستورد بن شداد کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ جو شخص ہمارا عامل ہو اس کا حق ہے کہ وہ (بیت المال سے) بیوی بچوں کے اخراجات لے اگر اس کے پاس خادم نہ ہو تو نوکر لے اور اگر اس کے پاس جائے رہائش نہ ہو تو جائے رہائش لے۔ ایک روایت میں ہے کہ جس نے اس کے علاوہ لیا وہ خیانت کرنے والا ہے۔

یہ روایت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ عامل کے واسطے حکومت کے خزانہ سے اپنے اہل وعیال کے اخراجات اور پوشاک کی مقدار اجرت لینی جائز ہے۔ اسی طرح دیگر ضروریاتِ زندگی کا بغیر اسراف کے پورا کرنا بیت المال سے حلال ہے[2]

www.KitaboSunnat.com

علاوہ ازیں دیگر متعدد احادیث میں آتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

[1] ولی الدین ابو عبداللہ، مشکوۃ المصابیح: ۳۲۴ مطبوعہ کراچی۔

[2] ملا علی قاری، مرقاۃ شرح مشکوۃ: ۷/۲۴۸ مطبوعہ ملتان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمال و حکام کو ان کی جائز اجرت دی ہے۔ ساتھ ہی امانت میں خیانت کرنے پر وعیدیں بھی سنائی ہیں۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں:

عملت علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم فعملنی[1]

ترجمہ: میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں عامل بنا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اجرت عطا فرمائی۔

ایک حدیث میں فرمایا:

من استعملناه علی عمل فلیأت بقلیله وکثیره فما اوتی منه اخذ وما نهی عنه انتهی[2]

ترجمہ: جسے ہم کسی کام پر مقرر فرمائیں تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ (بغیر کسی خیانت کے) سب کچھ لا کر پیش کر دے۔ پھر جو کچھ اسے دیا جائے وہ لے لے اور جس سے روکا جائے اس سے رک جائے۔

ان احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں عمال کو اجرت دی جاتی تھی۔ اس لئے موجودہ دور میں مناسب اجرتیں اور تنخواہیں دینا بدرجہا ضروری ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں درج ہے کہ قاضی حاجتمند ہو تو اس پر بیت المال سے

---

[1] ابوعبداللہ: مشکوٰۃ المصابیح: ۲۶ ۳ مطبوعہ کراچی

[2] (ا) سلیمان بن اشعث: سنن ابی داؤد: ۲: ۵۰۴ مطبوعہ کانپور

(ب) البیہقی: السنن الکبریٰ: ۱۰: ۱۳۸ مطبوعہ بیروت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تنخواہ لینا فرض ہے اور اگر غنی ہو تو بھی تنخواہ کا لینا اولیٰ ہے [1] تھوڑا سا آگے چل کر لکھا ہے:

وینبغی للامام ان یوسع علیہ وعلیٰ عیالہ کی لایطمع فی اموال الناس۔

امام و خلیفہ کو چاہیئے کہ وہ قاضی (یا دیگر عمال حکومت) اور اس کے اہل و عیال پر رزق کی فراوانی کرے تاکہ وہ لوگوں کے اموال کو للچائی ہوئی نظروں سے نہ دیکھے (اور رشوت لینے کا مرتکب نہ ہو) [2]

علاوہ ازیں خود صحابہؓ اور خلفاءؓ راشدین بھی بیت المال سے تنخواہیں لیتے رہے ہیں

روی ان ابابکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لما استخلف کان یاخذ الرزق من بیت المال وکذا عمر وعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہما اما عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فکان صاحب ثروۃ ویسار فکان یحتسب ولا یاخذ کذا فی الخلاصہ [3]

ترجمہ: بیان کیا گیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنائے گئے تو بیت المال سے روزینہ لیتے تھے۔ اسی طرح حضرت عمرؓ اور علیؓ بھی (بیت المال سے تنخواہیں لیتے رہے) حضرت عثمانؓ چونکہ صاحب ثروت تھے اس لئے انہوں نے تنخواہ نہیں لی۔

---

[1] فتاویٰ عالمگیری ۱: ۳۲۹ مطبوعہ مصر ۱۳۱۰ھ

[2] ایضاً

[3] ایضاً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک روایت کے مطابق حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ماہانہ پانچ صد درہم تک بیت المال سے وصول کرتے رہے ہیں۔[1]

مولانا شبلی نے لکھا ہے:

اسوقت عہدِ فاروقی میں ملکی انتظام میں حصہ لینا خلافِ زہد اور تقدس سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ حضرت ابو عبیدہ نے فرمایا کہ اے عمرؓ! تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو دنیا میں آلودہ کرتے ہو۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "میں ان بزرگوں سے مدد نہ لوں تو کس سے لوں؟" ابو عبیدہ نے کہا اگر ایسا ہی ہے تو تنخواہیں بیش قرار مقرر کرو تاکہ لوگ خیانت کی طرف مائل نہ ہونے پائیں۔"[2]

تھوڑا سا آگے چل کر شبلی نے حضرت عمرؓ کے متعلق درج کیا ہے۔

"عمال کی دیانت داری اور راست بازی کے قائم رکھنے کے لئے نہایت عمدہ اصول یہ اختیار کیا تھا کہ تنخواہیں بیش قرار مقرر کی تھیں۔ یورپ نے مدتوں کے تجربے کے بعد یہ اصول سیکھا ہے اور ایشیائی سلطنتیں تو اب تک اس راز کو نہیں سمجھیں۔ جس کی وجہ سے رشوت اور غبن ایشیائی سلطنتوں کا خاصہ ہو گیا ہے۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں اگرچہ معاشرت نہایت ارزاں اور روپیہ گراں تھا تاہم تنخواہیں علیٰ قدرِ مراتب عموماً بیش قرار تھیں۔ صوبہ داروں کی تنخواہ پانچ ہزار تک ہوتی تھی مال غنیمت کی تقسیم سے جو ملتا تھا وہ الگ

---

[1] فتاویٰ عالمگیری ۳: ۳۲۹ : طبع مصر

[2] شبلی نعمانی۔ الفاروق ۲ : ص ۲۶۵ مطبوعہ لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ امیر معاویہؓ کی تنخواہ ہزار دینار ماہوار یعنی پانچ ہزار روپے تھی"۔ [1]

امام ابو محمد عبداللہ بن عبدالحکمؒ نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے متعلق لکھا ہے:

"ابی زکریا آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا امیر المومنین! میں آپ سے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں فرمایا کہیے عرض کیا میں نے سنا ہے کہ آپ اپنے ایک ایک گورنر کو تین تین سو دینار تنخواہ دیتے ہیں فرمایا صحیح ہے۔ عرض کیا وہ کیوں؟ فرمایا میرا مقصد یہ ہے کہ وہ اتنے مستغنی اور خوشحال ہوں کہ انہیں خیانت کی ضرورت نہ رہے"..... [2]

مندرجہ بالا بقدرِ ضرورت روایات سے واضح ہو گیا ہے کہ عمال حکومت اور ان کے بال بچوں کی جملہ ضروریات کا کماحقہٗ پورا کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ یہ انسانی اور بشری تقاضا ہے کہ انسان جب تک معاشی طور پر مطمئن نہ ہو وہ دین کا کوئی کام کر سکتا ہے نہ دنیا کا۔ غالباً اسی واسطے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کاد الفقران یکون کفرا (فقر و تنگدستی بسا اوقات انسان کو کفر تک پہنچا دیتی ہے) مدینہ منورہ میں پہنچ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے اسی معاشی مسئلہ کو "مواخات" کی شکل میں حل فرمایا تھا۔

اور غالباً اسی لیے شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے فرمایا ؎

چہ مردی کند در صف کارزار ... کہ دستش تہی باشد و کار زار

---

[1] شبلی نعمانی۔ الفاروق: ۲: ۲۷۴ مطبوعہ لاہور۔

[2] امام ابو محمد عبداللہ بن عبدالحکمؒ متوفی ۲۲۴ھ؛ سیرۃ عمر بن عبدالعزیز (مترجم) ص ۴۳ مطبوعہ لاہور۔

دین کا کام کر سکتا ہے نہ دنیا کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رشوت سے بچاؤ کی ممکنہ تدابیر

۱۔ عمال حکومت کا مستغنی ہونا

موجودہ حکومت نے اصلاح معاشرہ کی مہم کا آغاز کر دیا ہے یہ بہت خوش آیند اقدام ہے اور امید کی جا سکتی ہے کہ انشاء اللہ العزیز اس کے نتائج جلد یا بدیر ظاہر ہو کر رہیں گے۔ تاہم ضروری ہے کہ رشوت جیسی لعنت کی بیخ کنی کے لیے حکومت وہی راستہ اختیار کرے جو خلفائے راشدین نے اختیار کیا تھا کہ عمال حکومت کو ان کی ضروریات زندگی کی تکمیل کے لیے اتنی تنخواہ دے کہ وہ کشادگی کے ساتھ زندگی گذار سکیں اور اپنی ضروریات سے مجبور ہو کر انہیں رشوت نہ لینی پڑے۔

۲۔ ایمان کامل

ایک اسلامی معاشرہ اور اسلام کے نام پر حاصل شدہ مملکت میں اگر رشوت جیسے شرعاً قانوناً اخلاقاً اور عرفاً غلط فعل کا ارتکاب بر سر عام اور بکثرت ہوتا ہے تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ہمارا "ایمان بالغیب" اور "ایمان بالآخرۃ" کا دعویٰ صرف زبانی اور کلامی ہے جو ابھی تک دل کی اتھاہ گہرائیوں میں نہیں اترا۔

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ (الحجرات: ۱۴)

ترجمہ: "(یہ بعض) گنوار کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے آپ کہہ دیجیے کہ تم ایمان تو نہیں لائے ہو، ہاں یہ کہو کہ ہم مطیع ہو گئے ہیں اور ایمان تو ابھی تمہارے دلوں میں داخل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا نہیں ہے۔"

غیب پر ایمان اور آخرت پر یقین کی پختگی انسان کی کایا پلٹ کر رکھ دیتی ہے یہی وہ چیز ہے جو ہمیں طغیانی اور سرکشی سے باز رکھتی ہے۔ ایمان وایقان کی یہ دولت جب نصیب ہوتی ہے تو وہ پختہ اینٹ تیار ہوتی ہے جس سے ایک شاندار قصر کی تعمیر ہوتی ہے جس کا ہر فرد حسنِ اخلاق اور اعلیٰ کردار سے مزین ہوتا ہے۔ جہاں حق مانگنے کی بجائے حق ادا کرنے میں لذت محسوس ہوتی ہے اور برسوں سے گھٹی میں پڑی ہوئی عادتیں چھوٹ جاتی ہیں۔ ایمانی قوت کی اثر انگیزی ملکی قانون سے کس درجے زیادہ اور بلند تر ہوتی ہے اس کا ایک مثال سے اندازہ لگائیے کہ دنیا کا مہذب ترین کہلانے والا معاشرہ سنہ ۱۹۱۹ء میں امتناع شراب کا قانون پاس کرتا ہے۔ اور پھر چودہ سال لگاتار کروڑوں ڈالر اور ہر قسم کے ذرائع ابلاغ اس کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں لیکن بالآخر ۱۹۳۳ء میں اس قانون کو واپس لینا پڑتا ہے۔ اس کے مقابلے میں ایک دوسرا معاشرہ ہے۔ جہاں ایمان کی تخم ریزی ہو چکی ہے وہاں ایک آیت اترتی ہے۔

یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ إِنَّمَا یُرِیدُ الشَّیْطَانُ أَن یُوقِعَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَیَصُدَّكُمْ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنتُم مُّنتَهُونَ ۝ (المائدہ، ۹۰، ۹۱)

"اے ایمان والو! شراب اور جواء اور بت اور پانسے تو بس نری گندی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باتیں ہیں شیطان کے کام سو اس سے بچے رہو تاکہ فلاح پاؤ۔ شیطان تو بس یہی چاہتا ہے کہ تمہارے آپس میں دشمنی اور کینہ شراب اور جوئے کے ذریعہ سے ڈال دے اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روک دے۔ سو اب بھی تم باز آؤ گے۔

اس آیت کا اترنا تھا کہ چشم فلک نے وہ معجز نما منظر دیکھا کہ شراب کے مٹکے توڑ دیئے گئے جو گلے سے اتر چکی تھی اسے بالجبر قے کر کے نکال دیا گیا۔ صحابہؓ فوراً پکار اٹھے ہم باز آ گئے ہم باز آ گئے۔ قال عمر انتہینا انتہینا۔ فقالوا انتہینا یا رب۔ (حضرت عمرؓ اور تمام صحابہؓ نے کہا اے ہمارے رب ہم باز آ گئے، باز آ گئے)

کیسا ڈسپلن تھا بارگاہ نبوت کا اور کیسی زبردست اصلاحی قوت تھی عرب کے اس اُمی حکیم صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ دم کے دم میں بڑے بڑے پرانے اور عمر بھر کے شرابیوں اور جواریوں کو پاکباز اور متقی بلکہ پاکبازوں اور صالحین کا سردار بنا دیا۔ کسی شاعر نے سچ کہا ہے۔

؎ خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

مختصر یہ کہ ایمان یا آسان لفظوں میں خوفِ خدا ہی وہ طاقت ہے جس سے معاشرہ کا رخ بدلا جا سکتا ہے لہٰذا اگر ہم کوئی حقیقی اور پائیدار تبدیلی لانا چاہتے ہیں تو ہمیں اس معاشرہ میں ایمان کی آبیاری کرنا ہوگی ظاہر ہے کہ معاشرہ کی اصلاح اور ایمان کی آبیاری صرف حکومت ہی کی ذمے داری نہیں ہے۔ اگر واقعتہً ہمیں پاکستان کو علامہؒ اقبال اور قائداعظمؒ کے خوابوں کی تعبیر بنانا ہے تو پھر اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہم میں سب کو ہاتھ بٹانا ہوگا۔ علماء، اساتذہ، طلبہ، وکلاء، پولیس، حکام، خواتین اہلِ حرفہ، مزدور، کسان، زمیندار، کارخانہ دار، خواتین غرضیکہ معاشرے کے تمام افراد کو آگے بڑھ کر اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنا ہے صدیوں کا بگڑا ہوا معاشرہ پلک جھپکتے راہِ راست پر نہیں آسکتا۔ اس کے لیے مسرفانہ اخراجات کو نظر انداز کرنا ہوگا۔ جب جاکر کہیں یہ بیل منڈھے چڑھ سکے گی۔

اصل بات تو باطن کو بدلنے کی ہے۔ جب تک معاشرے کا باطن تبدیل نہیں ہوگا قانون کچھ نہیں کرسکتا۔ مدینہ منورہ کا معاشرہ اولین و آخرین کا سب سے اعلیٰ و ارفع معاشرہ تھا۔ ویسا معاشرہ نہ چشم فلک نے کبھی دیکھا نہ قیامت تک دیکھ سکے گی۔ اس معاشرے کو عظمت قانون کی بدولت حاصل نہیں ہوئی تھی بلکہ ان قدسی نفوس کے باطن پاکیزہ تھے۔ اصلاح معاشرہ کے عمل میں وہی طریق کار اختیار کرنا چاہیئے جو مدینے میں اختیار کیا گیا تھا۔ یعنی باطن کی تبدیلی۔ ضمیر کی بیداری خوفِ خدا۔ فکر آخرت۔ دنیائے دنی کی بے ثباتی کا احساس اگر عمل میں خامی اور کجی ہے تو یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ ایمان و یقین میں کوئی ضعف یا نقص موجود ہے جس کے تدارک کی فکر کرنا چاہیے۔

سه   تعصی الالٰہ و انت تظھر حبہٗ

هذا لعمری فی القیاس بدیع

لو کنت صادقاً فی حبہ لاطعتہٗ

ان المُحب لمن یُحب مطیع   (ورّاق)

ترجمہ: (اے مخاطب) خدا کی نافرمانی کرتا ہے اور ادھر اس کی محبت کا دعویٰ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی کرتا ہے۔ میری عمر کی قسم یہ بات بڑی عجیب ہے۔ اگر تو اس کی محبت کے دعوٰی میں سچا ہوتا تو اس کی فرمانبرداری کرتا کیونکہ (یہ قاعدہ ہے) کہ محبت کرنے والا ہمیشہ اپنے محبوب کی فرمانبرداری کرتا ہے۔

۳۔ تبلیغ

اس کا بہتر اور مؤثر طریقہ یہ ہے کہ اسلام کے اولین ذریعہ "تبلیغ" کو استعمال کیا جائے تمام ذرائع ابلاغ خصوصاً ریڈیو ٹی وی پر رشوت کی حرمت، اس کے عدم جواز اس کی معاشی معاشرتی و اخلاقی برائیوں پر واضح روشنی ڈالی جائے۔ اخروی بازپرس کا احساس پیدا کر کے دیانتداری و امانت داری کا جذبہ پیدا کیا جائے ائمہ مساجد اور خطباء کرام اپنے خطبات جمعہ میں رشوت کی تباہ کاریوں پر وعظ کریں۔ اس لعنت کو دور کرنے کی مخلصانہ سعی کی جائے گی تو یقیناً انشاء اللہ العزیز یہ کوشش بار آور ثابت ہو گی۔

ع ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

۴۔ ترغیب و ترہیب

عمالِ حکومت کے معقول مشاہرے روزینے مقرر کرنے، ضروریات زندگی مہیا کرنے ممکنہ اور لازمہ سہولیات بہم پہنچانے کے باوجود بھی وہ امانت میں خیانت کے مرتکب ہوں اپنے فرائض منصبی کے ادا کرنے پر بھی رشوت لیں اور پھر یہ جرم عدالت میں ثابت ہو جائے تو اب "ترغیب" کے بعد "ترہیب" کا نمبر ہے۔ پھر یہ کہ اس ترہیب میں بھی حکمت عملی ملحوظ رکھی جائے۔ بعض طبائع ایسی ہوتی ہیں کہ صرف زبانی کلامی تنبیہ سے کام چل جاتا ہے ایسے لوگوں سے خواہ مخواہ سختی کرنا مناسب نہیں۔ عفو و درگزر کرنا اور مجرم کی طرف سے مخلصانہ معذرت کو قبول کرنا بھی

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام کا ایک زریں اصول ہے۔ اگر نرمی سے ناجائز فائدہ اٹھائیں تو ذرا سا سخت رویہ اختیار کیا جا سکتا ہے۔ شاہ ولی اللہؒ محدث دہلوی نے آدابِ حکومت کے ضمن میں لکھا ہے" (بادشاہ کے لیے) "آدابِ حکومت میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب کسی کا حسنِ کارگزاری ثابت ہو یا کسی سپاہی کے جنگی جوہر اس سے ظہور میں آئیں تو اس کی تنخواہ اور وظیفہ میں اضافہ کیا جائے اور تحسین و آفرین اور انعام و اکرام سے اس کو نوازا جائے تاکہ اپنی مزید قابلیت کا اظہار کرے اور پہلے سے بڑھ کر جوہرِ شجاعت دکھانے کا ولولہ اس کے دل میں پیدا ہو اور وہ حکومت کی بہتر سے بہتر خدمت کرنے پر بخوشی آمادہ ہو۔ برخلاف اس کے اگر کوئی شخص اپنے فرائض منصبی ادا کرنے میں کوتاہی یا خیانت کرے تو اس کا درجہ گھٹا دے اور اس کو اپنا غصہ اور ناراضگی واضح طور پر جتا دے۔

اس قدر سرزنش اور جھڑک سے بات نہ بنے تو اب سخت گیری اور احتسابی گرفت کا نمبر ہے۔ معاشرتی امن و سکون اور عزت و جان کی حفاظت بہرکیف مقدم ہے۔ اس مقصد کے لئے شریعت نے سخت حدود و تعزیرات کا نظام رکھا ہے۔ پورے معاشرہ انسانی کو کسی ایک فرد یا جماعت کی من مانی خواہشات پر بھینٹ نہیں چڑھایا جا سکتا۔ ایسی صورت میں بقول حضرت شاہ صاحبؒ ایسے عضو جس میں مہلک جراثیم سرایت کر جائیں اور معمولی علاج کارگر نہ ہو تو اس کا کاٹ دینا ہی قرین مصلحت اور عین صواب ہوتا ہے بصورت دیگر تمام جسم میں اس کے زہر سرایت کر جانے کا سخت اندیشہ رہتا ہے کلام مجید کی اس آیت میں اسی حقیقت کو منظرِ عام پر لایا گیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لفسدت الارض

ترجمہ: اگر اللہ تعالیٰ نے یہ انتظام نہ فرمایا ہوتا کہ بعض لوگوں کے فتنہ و شر کو بعض دوسروں کے ذریعے دفع فرماتا ہے تو یقیناً دنیا کا نظام بگڑ جاتا۔[1]

اسی ضمن میں حضرت شاہ صاحب رح نے مزید لکھا ہے۔

"اگرچہ بادشاہ یا حکومت کے لئے رعیت کے ساتھ محسنانہ اور فیاضانہ سلوک رکھنا مناسب ہے تاہم مجرموں کو سزا دینے میں تساہل نہیں کرنا چاہیئے۔ شیخ سعدی رح کا یہ قول نہایت صحیح اور درست ہے۔

اگر پروری گرگ یوسف درد

چو گربہ نوازی کبوتر خورد[2]

حاصل یہ کہ ترغیب کے بعد ترہیب کی بھی شرعاً اجازت ہے۔ اور اس میں مقصود صرف نظام تمدن کے اختلال کو روکنا، مظلوم و مجبور کی حمایت، غریب شریف اور امن پسند شہریوں میں احساس تحفظ پیدا کرنا اور سماج دشمن عناصر کے دل میں خوف پیدا کر کے انہیں ایسی حرکات سے باز رکھنا ہے جن کے باعث اللہ تعالیٰ کی زمین میں فساد جنم لیتا اور معاشرے کا اخلاقی معیار پست ہوتا ہے۔

ومن اطاعك فانفعه بطاعته * كما اطاعك وادلله على الرشد

ومن عصاك فعاقبه معاقبة تنهى الظلوم ولاتقعد على ضمد

ترجمہ: جو شخص تیری اطاعت کرے اسے اسکی اطاعت و فرمانبرداری کا نفع پہنچا اور ٹھیک کام کرنے پر اس کی حوصلہ افزائی کر اور جو شخص تیری نافرمانی کرے اسے ایسی سزا دے جو ظلم کرنے والے کو روک دے اور (کسی پر ناجائز) ظلم نہ کر۔

---

[1] شاہ ولی اللہ: حجۃ اللہ البالغہ (مترجم) ۲۹۹/۲، ۰۰۰ مطبوعہ قومی کتب خانہ لاہور۔

[2] ایضاً ۲۹۱/۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۔ اہل افراد کا انتخاب کسی بھی شخص کو حکومت کی کوئی ذمہ داری سونپنے سے قبل اس کی اہلیت وصلاحیت کو جانچنا بھی نہایت ضروری ہے۔ جتنی بڑی ذمہ داری ہو اس کی علمی واخلاقی آزمائش اور امتحان بھی اتنا ہی سخت ہونا چاہیئے۔ اس سلسلہ میں قرآن مجید کی ہدایت یہ ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا۔ (سورہ نساء:۵۸)

ترجمہ:۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں اس بات کا امر فرماتا ہے کہ تم امانات کو ان کے اہل لوگوں کے سپرد کرو۔

اس آیت میں لفظ امر اور پھر تاکیدی جملہ سے اس چیز کی مزید اہمیت پر روشنی پڑتی ہے۔ حکومت کے عہدوں اور مناصب سے بڑھ کر کونسی بڑی امانت ہو سکتی ہے۔ اس لئے حکومتی ذمہ داری سونپتے وقت بہت بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اس سلسلہ میں لکھا ہے:

"کسی شخص کو حکومت کا کوئی عمل یا کوئی خدمت سپرد کرنے کی پہلی شرط یہ ہے کہ وہ دیانت دار ہو، فرض کی بجا آوری کا اس کو پورا احساس ہو۔ جو کام اس کے سپرد کیا گیا ہو اس کو احسن طریقہ سے انجام دینے کی اس میں پوری قابلیت ہو۔ حکومت کا وہ دل سے خیر خواہ ہو اور اس کی طبیعت میں تمرد اور سرکشی نہ ہو۔ جس میں یہ اوصاف موجود نہ ہوں اس کو حکومت کی کوئی خدمت سپرد نہ کی جائے اور اگر تقرر کے بعد معلوم ہو کہ اس میں ان کے متضاد اوصاف موجود ہیں تو اس کو برطرف کر دینے میں لمحہ بھر دیر نہیں کرنی چاہیئے۔" [1]

---

[1] شاہ ولی اللہ: حجۃ اللہ البالغہ (مترجم) ۱: ۲۹۲ مطبوعہ لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکومت آخر آٹومیٹک مشین تو نہیں ہے کہ ایک بٹن دبا دینے ہی سے سارا نظام خودبخود چلنا شروع ہو جائے گا۔ ظاہر ہے کہ اس کے لئے اہل اور باصلاحیت افراد کی ضرورت ہے۔ اگر افراد صحیح، مناسب اور درست ہوئے تو حکومتی امور بھی صحیح طور پہ سرانجام پاتے رہیں گے بصورت دیگر وہی صورت حال ہو گی جو ہمارے سامنے ہے۔

مولانا شبلی نعمانی نے الفاروق میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عمال کے سلسلہ میں لکھا ہے :

"کوئی فرمانروا کتنا ہی بیدار مغز اور کوئی قانون کتنا ہی مکمل ہو لیکن جب تک حکومت کے اعضاء و جوارح یعنی عہدہ داران ملکی قابل، لائق راستباز اور متدین نہ ہوں اور ان سے نہایت بیدار مغزی سے کام نہ لیا جائے ملک کو کبھی ترقی نہیں ہو سکتی۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اگرچہ خود بھی بڑے جوہر شناس تھے انہوں نے جس شخص کو جو کام سپرد کیا اس کے انجام دینے کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی آدمی نہیں مل سکتا تھا۔ اس کے باوجود اہم عہدوں پر افراد فائز کرنے کے لئے ذمہ دار افراد سے مشاورت بھی فرماتے تھے۔

بعض اوقات تو صوبے یا ضلعے کے لوگوں کو حکم بھیجتے تھے کہ جو شخص تمام لوگوں سے قابل ہو اس کو انتخاب کر کے بھیجو۔ چنانچہ انہی منتخب لوگوں کو وہاں عامل مقرر کرتے تھے [1]

---

[1] مولانا شبلی نعمانی : الفاروق : ۲ : ۲۶۵ مطبوعہ شیخ غلام علی لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل یہ کہ سرکاری محکموں میں انسداد رشوت ستانی کے لئے ضروری ہے کہ کارکنان باصلاحیت، نیک، خدمت خلق کے جذبہ سے معمور، فرض شناس، خوفِ خدا اور اُخروی احساس جوابدہی کے حامل ہوں۔

۴۔ نمونہ عمل پیش کرنا: انسداد رشوت کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ اعلیٰ سرکاری حکام اور تمام اداروں کے سربراہان، عوام اور ما تحت عملہ کے سامنے امانت، خدمت خلق، قوم و ملک کی ہمدردی، بے لوث محنت اور زہد و اتقاء کا فاروقی اور عمر بن عبدالعزیزؒ کا نمونہ پیش کریں۔ سرکاری اختیارات، سرکاری املاک سرکاری بجلی سرکاری سواریاں اور دیگر محکمانہ استعمال کی چیزوں کو اپنے پاس بطور امانت خیال کریں۔ ان میں بے جا تصرف سے حتی الامکان گریز کیا جائے۔ ہمارے اسلاف کا بہترین اسوہ ہمارے سامنے ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دفعہ بیمار پڑے، لوگوں نے علاج میں شہد تجویز کیا۔ بیت المال میں شہد موجود تھا لیکن بلا اجازت نہیں لے سکتے تھے۔ مسجد نبوی میں جا کر لوگوں سے کہا کہ:

"اگر آپ اجازت دیں تو بیت المال سے تھوڑا سا شہد لے لوں"

اس کارروائی سے طلب اجازت کے سوا یہ ظاہر کرنا تھا کہ خزانہ عامرہ پر خلیفہ وقت کا اتنا بھی اختیار نہیں لہ

حضرت عمر بن عبدالعزیز سرکاری امور کی انجام دہی کے بعد سرکاری دیا کو بجھا دیتے تھے۔ ذاتی ضروریات میں اپنا ذاتی دیا اور تیل استعمال فرماتے۔ آپ نے حکم دیا

لہ شبلی نعمانی: الفاروق: ۲: ۳۴۴ مطبوعہ لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ کاغذات پر لکھی جانے والی تحریریں زیادہ کھلی نہ ہوں اس طرح کاغذ کا زیاں ہوتا ہے۔[1]

علاوہ ازیں ...... اس قسم کی متعدد مثالیں تاریخ میں موجود ہیں۔ سرکردہ لوگ مذکورہ اوصاف کے حامل بن جائیں تو ماتحت لوگ اور نچلے درجے کے ملازمین خود بخود درست ہو جاتے ہیں۔ عربی میں ایک مشہور مثل ہے: "الناس علی دین ملوکھم" (عوام اپنے بادشاہوں کے طور طریقہ پر ہوتے ہیں)

انسان طبعی طور پر نقال واقع ہوا ہے۔ جو کچھ بڑے لوگ کرتے ہیں۔ چھوٹے لوگ وہی کرنا شروع کر دیتے ہیں (چاہے جس نیت سے بھی ہو) تو اعلیٰ سرکاری حکام کا امین، مخلص، سادگی پسند، زاہد، پاکباز اور "سید القوم خادمھم" ہونا ازبس لازمی ہے۔

آٹھواں گوشوارہ: انسانی زندگی کی بقا اور اسکو قائم رکھنے کیلئے مال کو اللہ تعالیٰ نے ایک وسیلہ بنایا ہے واموالکم اللتی جعل اللہ لکم قیاما (سورۃ نساء ۵) (اور تمہارا مال جسکو اللہ نے تمہارے لئے مایہ زندگی بنایا ہے) بنابریں مال کے ساتھ محبت انسان کی فطرت میں داخل ہے۔ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ (عادیات: ۸)

ترجمہ: اور وہ (انسان) مال کی محبت میں بہت سخت ہے۔

اور ——————— زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ (سورۃ آل عمران ۱۴) (لوگوں کے لئے خوشنما کر دی گئی ہے مرغوبات کی محبت (خواہ) عورتوں سے ہو یا بیٹوں سے یا ڈھیر لگے ہوئے سونے اور چاندی سے یا نشان پڑے ہوئے گھوڑوں سے یا مویشیوں سے یا زراعت سے)

---

[1] الامام ابن عبد الحکم: سیرۃ عمر بن عبد العزیز: ۱۱۵ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چونکہ مال کی محبت انسان کی فطرت میں داخل ہے اس لئے حضرت عمر فاروق رضؓ نے اس خدشہ کا علاج یوں فرمایا تھا کہ عمال و عہدہ داران کی تقرری کے وقت ان کے اموال اور جائداد کی فہرستیں تیار کر وا کر رکھ لیتے تھے تاکہ عمال ان میں ناجائز طور پر اضافہ نہ کرتے چلے جائیں مولانا شبلی ؒ نے لکھا ہے :

"جس وقت کوئی عامل مقرر ہوتا تھا اس کے پاس جس قدر مال و اسباب ہوتا تھا اس کی مفصل فہرست تیار کرا کر محفوظ رکھی جاتی تھی اور عامل کی مالی حالت میں غیر معمولی ترقی ہوتی تھی تو اس سے مواخذہ کیا جاتا تھا۔" فتوح البلدان کے حوالہ سے اصل عبارت یوں ہے "کان عمر بن الخطاب یکتب اموال عمالہ اذا ولاھم ثم یحاسبھم ما زاد علی ذلك"

حضرت عمر بن الخطابؓ عمال کی جب تقرری فرماتے تو ان کے اموال کی فہرست لکھ لیتے پھر اس مال پر زیادتی ہوتی تو مؤاخذہ فرماتے [1]

اسی سنتِ فاروقی کے مطابق ہمارے ہاں بھی حکام خصوصًا اعلیٰ اور مرکزی سرکاری حکام کی تعیناتی کے وقت ان کی سابقہ جائداد اور مال کی فہرست تیار کر کے رکھ لی جاتی ہے۔ اس ضابطے کو اگر مزید مؤثر بنایا جائے تو بھی بہت کچھ اصلاح احوال ہو سکتی ہے۔ الحمد للہ کہ موجودہ حکومت اس امر کی طرف توجہ کر رہی ہے۔

خلاصۂ کلام

رشوت اور اس سے پیدا ہونے والی برائیوں کا مختصراً تذکرہ گذشتہ صفحات میں کیا جا چکا ہے ساتھ ہی ان تدبیروں کو بھی بیان کیا گیا ہے جن پر عمل پیرا ہونے سے بڑی حد تک اس برائی کا انسداد ہو سکتا ہے۔ پاکستان بنیادی طور پر ایک نظریاتی مملکت ہے۔ اس کا قیام محض اس لئے عمل میں آیا تھا کہ جنوبی ایشیا کے مسلمان اپنے عقائد اپنی روایات اور اپنے دین کے مطابق آزادانہ طور پر زندگی گزارنا چاہتے تھے۔ یہ مقاصد متحدہ ہندوستان میں پورے نہیں ہو سکتے تھے کیونکہ وہاں غیر مسلموں کی اکثریت تھی۔ برصغیر کے بہت سے مسلم مفکرین بالخصوص

[1] مولانا شبلی نعمانی : الفاروق : ۲ : ۲۶۷، ۲۶۸ مطبوعہ شیخ غلام علی لاہور

کے حوالہ سے اصل عبارت یوں ہے :

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ اقبالؒ نے اس ضرورت کا احساس فرمایا اور پاکستان کا تصور پیش کیا۔ پھر قائداعظم محمد علی جناحؒ نے مسلم لیگ کے پرچم تلے مسلمانان ہند کو اکٹھا کیا۔ جدوجہد شروع ہوئی۔ موانع بھی آئے اور مشکلات بھی مگر چونکہ قوم کے سامنے ایک بلند نصب العین اور ایک مقدس تصور تھا۔ اس لئے قوم آگے ہی بڑھتی رہی۔ پوری قوم نے اللہ تعالیٰ سے ایک خطۂ زمین اس وعدے کے ساتھ طلب کیا کہ "اگر یہ ملک ہمیں مل گیا تو ہم اس میں تیرے عطا کردہ نظامِ حیات کو جاری وساری کریں گے۔" چونکہ اس وعدے کے پیچھے خلوص تھا، معصوم تمنائیں، دلی دعائیں، عزم صمیم اور ایثار و قربانی کا جذبہ تھا اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جوش آیا اور اس نے ایک خطہ ہمیں عطا فرما دیا جو ہر قسم کے مادی وسائل اور افرادی قوت سے مالا مال ہے اور ہر شخص یہ جانتا ہے کہ اس ارضِ پاکستان کے حصول کے لئے برصغیر متحدہ ہندوستان کے مسلمانوں نے اتنی قربانیاں پیش کیں کہ ان کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ لاکھوں شہید ہوئے اور کروڑوں بے گھر۔ مگر چونکہ یہ ملک ان کے خوابوں کی تعبیر اور آرزوؤں کا ثمرہ تھا اس لئے قوم نے خندہ پیشانی سے ہر آفت کو جھیل لیا۔ لیکن قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی وفات اور شہید ملت لیاقت علی خاں کی شہادت کے بعد اس ملک کی ہیئت حاکمہ پر جو آفت نازل ہوئی وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ملک کا ایک بازو پاکستان سے الگ ہو گیا ہزاروں بے گناہ علاقائی قومیت کے مکروہ تصور کی بھینٹ چڑھ گئے اور ایسا دکھائی دینے لگا تھا کہ شاید اس ملک کے اساسی نظریہ **اسلام** ہی کو یہاں سے دیس نکالا مل جائے گا کہ موجودہ حکومت برسراقتدار آئی جو بیشمار موانع کے باوجود ملک میں اسلامی اقدار اور شریعت کو نافذ کرنے کے لئے کوشاں ہے۔ یہ ارادہ اتنا مقدس ہے کہ اس کی تکمیل میں تعاون ہر مسلمان پر فرض ہے مگر ہمارے معاشرے کی جو صورت حال ہے وہ کسی صاحب بصیرت پر مخفی نہیں بقول صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق صاحب "یہاں تو آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے" ہر طرف لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم ہے۔ دولت کمانے اور رات بھر میں کروڑپتی بن جانے کی خواہش نے حلال و حرام کی تمیز مٹا دی ہے۔ اسلامی اقدار بے محابا پامال کی جا رہی ہیں۔ نت نئے سامان تعیش کے حصول کا جنون سروں پر سوار ہے۔ اور اگر کہا جائے تو بیجا نہ ہو گا کہ قوم نہایت تیزی سے تباہی کے دہانے کی طرف بڑھ رہی ہے۔ ایسی خطرناک صورت حال میں اگر خاموشی اختیار کر لی جائے تو اسے "غفلتِ مجرمانہ" کہا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے گا۔

اس لئے ضروری ہے کہ قوم کے وہ تمام افراد جو اسلامی اقدار سے محبت رکھتے ہیں ساتھ ہی دردِ دل کی دولت سے بہرہ ور ہیں میدان عمل میں آئیں اور اپنی تمام کوششیں "اصلاحِ معاشرہ" پر مرتکز کر دیں۔

واضح رہے کہ "اصلاح معاشرہ" کا عمل بچوں کا کھیل نہیں نبیوں اور رسولوں علیہم السلام کی وراثت ہے۔ اس لئے اس میں وقت بھی لگتا ہے اور بے شمار مشکلات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ تاہم اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ "والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا" (جو لوگ ہمارے راستے میں کوشش کریں گے ہم ضرور بالضرور ان کو اپنے راستے دکھلائیں گے) ہمارا کام منزل پر پہنچ جانا اور ساحل مراد سے ہمکنار ہو جانا نہیں۔ ہمارا فرض سفر کا آغاز کر دینا اور خلوص نیت کے ساتھ قول و عمل کے تضاد کے بغیر جدوجہد کرنا ہے۔ کامیابی عطا فرما دینا اور مقاصد کو پورا کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔

حکومت کا تعاون

اگر آپ گہری نظر سے تاریخ اسلام کا مطالعہ کریں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اصلاح معاشرہ" کا فریضہ تاریخ اسلام کے کسی بھی دور میں حکومت نے انجام نہیں دیا۔ بلکہ یہ کام ہمیشہ علمائے حقانی و ربانی، صوفیہ اور واعظوں نے کیا ہے۔ الحمدللہ کہ آج بھی معاشرے پر ان طبقوں کا اثر ہے۔ اور خوشی کی بات ہے کہ خود حکومت بھی اس امر کی انجام دہی میں ہر قسم کا تعاون کرنے کے لئے تیار ہے۔ لہٰذا اس موقع کو غنیمت سمجھ کر آگے بڑھنا چاہیئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہیں تبلیغ سے، کہیں ترغیب و ترہیب سے۔ جس طرح کے حالات ہوں ویسے ذرائع اور وسائل استعمال کر کے "اصلاح معاشرہ" کی تحریک کو کامیاب بنانا چاہیئے۔

عوامی شعور

جہاں تک رشوت کا تعلق ہے۔ یہ "ام الامراض" ہے سب سے پہلی چیز تو یہ ہے کہ عوام کے شعور کو بیدار کیا جائے اور انہیں سمجھایا جائے کہ جس طرح رشوت لینا سخت گناہ ہے اسی طرح رشوت دینا بھی گناہ ہے ظاہر ہے کہ اگر لوگ رشوت ہی نہ دیں تو رشوت لینے والا کسی کام کو کتنے دنوں تک رشوت پانے کے انتظار میں روکے رکھے گا۔ لامحالہ اسے بغیر رشوت لئے کام کرنا پڑے گا۔ اس میں عوام کو تھوڑی بہت تکلیف ضرور اٹھانی پڑے گی لیکن انشاء اللہ بہت جلد اصلاح احوال کی صورت پیدا ہو جائے گی۔

اس سلسلے میں دوسری چیز جو مؤثر ثابت ہو سکتی ہے یہ ہے کہ "موجودہ معیار احترام" کو تبدیل کیا جائے۔ آج ہمارے معاشرے میں بڑا آدمی وہ نہیں مانا جاتا جو شریف النفس، خوش اخلاق اور متقی ہو یا بڑا عالم اور محقق ہو، بلکہ بڑا آدمی اسے کہا جاتا ہے جس کے پاس دولت، کوٹھی، بنگلہ، کار۔ اور مربعے ہوں۔ اس شخص کے پاس یہ دولت کہاں سے آئی؟ اس دولت کے حصول کے لئے اس شخص نے کون کون سے ذرائع استعمال کئے؟ کس کس کا حق مارا ہے؟ اس شخص کے محل میں جو قمقمے روشن ہیں ان میں کسی کے خونی آنسو تو نہیں جھلک رہے ہیں؟ یہ دولت اس نے ملاوٹ، سمگلنگ، منشیات کے ناجائز کاروبار اور رشوت کے ذریعہ تو حاصل نہیں کی ہے؟ ان باتوں پر کوئی غور نہیں کرتا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ معاشرے کا احساس بیدار نہیں ہے۔ اصل کام اسی احساس کو بیدار کرنا ہے۔ اور ہمارے اسلاف کی عطا کردہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقدارِ حیات جو روز بروز مٹتی جا رہی ہیں انہیں دوبارہ زندہ کرنا ہے۔ یقین کیجئے کہ آج بھی اگر معاشرے کا ضمیر بیدار ہو جائے اور لوگوں میں حق و باطل اور جائز و ناجائز کی تمیز پیدا ہو جائے تو دولت کمانے کی ریس کی بجائے لوگ حصول علم، حسن اخلاق حسن معاشرت اور اسلام کے ابدی اصولوں کی طرف متوجہ ہو جائیں گے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتباہ

عام طور پر لوگ سمجھتے ہیں کہ رشوت کے نقصانات، سزائیں اور عذاب صرف ان لوگوں کے لئے ہیں جو اس برائی میں کسی طور پر ملوث ہوں۔ دوسرے لوگ ان سے محفوظ رہیں گے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ یہ لعنت ایسی لعنت ہے کہ اگر اس پر کنٹرول نہ کیا جائے تو رفتہ رفتہ اس کی نحوست ساری قوم کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔

چنانچہ مسند امام احمد میں حضرت مسعود بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

ما من قوم یظهر فیهم الربا الا اخذوا بالسنة وما من قوم یظهر فیهم الرشا الا اخذوا بالرعب [1]

ترجمہ: جس قوم میں سود عام ہو جائے وہ قحط سالی میں مبتلا ہو جاتی ہے اور جس قوم میں رشوت عام ہو جائے وہ (دشمنوں سے) مرعوبیت کے مرض میں مبتلا ہو جاتی ہے۔

---

[1] الفتح الربانی لترتیب مسند احمد: ۱۵: ۲۱۲: طبع مصر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا اگر ہم چاہتے ہیں کہ تمام اجتماعی اور انفرادی فتنوں سے خود بھی محفوظ رہیں اور ہماری قوم، ہمارا ملک اور ہمارا معاشرہ بھی صاف ستھرا رہے تو ضروری ہے کہ ساری قوم اس لعنت کے خاتمے کے لئے مصروف عمل ہو جائے۔ آج ہی...... اور ابھی....

ناامیدی کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ ضرورت صرف ایمان محکم اور عزم مصمم کی ہے۔

آج بھی گر ہو براہیم کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

اقبالؒ

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ

11933

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مرکزِ تحقیق (ریسرچ سیل) دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری کی دیگر

مطبوعات

ــــــ جج، منصف، مجسٹریٹ، وکلا، قضاۃ اور قانون کے طلبہ کے لئے نادر تحفہ ــــــ

اسلام کا قانونِ شہادت، جلد اول (حصہ فوجداری) تالیف: مولانا سید محمد متین ہاشمی قیمت ۵۵/-

فہرست مخطوطات، تالیف و ترتیب: سید محمد متین ہاشمی • ساجد الرحمٰن صدیقی • حافظ غلام حسین۔

جلد اول قیمت مجلد ۴۰/- پیپر بیک ۳۰/۰۰، جلد دوم مجلد ۵۰/۰۰ پیپر بیک ۴۰/۰۰، جلد سوم مجلد ۶۰/۰۰ پیپر بیک ۵۰/۰۰ روپے۔

اسلامی حدود اور اُن کا فلسفہ مع اسلام کا نظام احتساب، تالیف مولانا سید محمد متین ہاشمی قیمت ۶/-

نظامِ عُشر کی برکات، تالیف: سید محمد متین ہاشمی قیمت ۵/۰۰

دو قومی نظریہ

اسلامی نظامِ عدل کا نفاذ مشکلات اور ان کا حل، تالیف مولانا سید محمد متین ہاشمی

نظامِ زکوٰۃ کی برکات، ترتیب حافظ عزیز الرحمٰن قیمت ۵/۰۰ روپے

رشوت، ایک لعنت، تالیف: حافظ محمد سعداللہ ریسرچ اسسٹنٹ قیمت ۶/۰۰ روپے

پاکستانی ادب، نظر زیدی زیرِ طبع

بلا سود بنکاری محمد اکرم خاں صاحب زیرِ طبع

قاضی اور قضاء کا منہاج ڈاکٹر منیر احمد مغل لاہور ہائی کورٹ لاہور زیرِ طبع

اسلامی حکومت میں اقلیتوں کا تحفظ، حافظ غلام حسین ریسرچ آفیسر زیرِ طبع

مغربی جمہوریت اہلِ مغرب کی نظر میں، تحسین فراقی صاحب زیرِ طبع

اور علمی فقہی تحقیقی مجلہ سہ ماہی "منہاج" لاہور کا اجتہاد نمبر، قیمت فی شمارہ ۲۰/۰۰ روپے، سالانہ چندہ ۸۰/- روپے

ملنے کا پتہ

مرکزِ تحقیق • دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری • نسبت روڈ • لاہور ٹیلیفون ۳۱۰۲۶۹

مطبع: زاہد بشیر پرنٹرز، لاہور • قیمت - چھ روپے • تعداد - دو ہزار